اقوال زریں

حضرت سلیمانؑ

□ بہترین خیرات تعلیم ہے □ عمدہ تعلیم سب سے اچھا زیور ہے □ عقل مند، علم دوست اور کم گو ہوتا ہے اور احمق بھی جب تک خاموش رہتا ہے عقلمند شمار ہوتا ہے □ علم اور خوف خدا سے عزت ملتی ہے □ وہ شخص جو اپنے گناہ بھول کو چھپاتا ہے کامیاب نہ ہوگا مگر جو گناہ کا اقرار کرکے اسے چھوڑ کر توبہ کرتا ہے اس پر رحمت ہوگی □ کسی شخص کا تعلیم یافتہ ہونا اس کی بہترین دولت ہے □ تھکنے کو تیز ہو جانے سے پہلے اسے چھوڑ دو □ تیرے ماں باپ نے جو قدیم حدود باندھی ہیں ان کو مت سرکاؤ □ میٹھے بول غصے کو رفع کرتے ہیں۔

''آپریشن الاقصیٰ'' کی ضرورت کیوں پیش آئی؟

ڈاکٹر محمد ضیاء اللہ

منظر نامہ

ارض مقدس فلسطین جس کو سرزمین انبیاء کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے اور جہاں وہ مسجد اقصیٰ واقع ہے جس کو مسلمانوں کا قبلۂ اولیٰ ہونے کا شرف اور معراج کے موقع پر تمام انبیاء کا آخری نبی کے پیچھے نماز ادا کرنے کے لئے مصلیٰ ہونے کا امتیاز حاصل ہے وہ سرزمین گزشتہ 8 دہائیوں سے ایک ایسی قوم کا ناجائز قبضہ میں موجود ہے جو خدا کے پیغام سے واضح روگردانی اور انبیاء کے ساتھ بدسلوکی بلکہ ان کے قتل کے جرائم میں ملوث ہونے کی بناء پر مبغوض اور اندر وہ درگاہ قرار پا چکی ہے۔ اسی مبغوض قوم نے اس ارض مقدس کو آزاد کروانے کی خاطر وہاں کی مزاحمت پر سرتحقیقیں سرگرم عمل ہیں کیونکہ ان کا پختہ عقیدہ ہے کہ فتح وکامرانی آخر کار ان کے حصہ میں آ ئے گی۔ ان مزاحمت کاروں میں سب سے ممتاز جماعت کا نام 'اسلامی تحریک مقاومت' ہے جس کو مختلف طور پر 'حماس' کہا جاتا ہے، لیکن یہ فلسطین کی اکثوثی جماعت نہیں ہے جو فلسطین کی آزادی کے لئے اپنی قربانیاں پیش کررہی ہے۔ اس کے علاوہ بھی کئی جماعتیں مثلاً 'حرکۃ الجہاد الاسلامی' وغیرہ ہیں جو اس مقصد میں شامل اور باہم متحد ہو کر اپنی آزادی کے لئے کوشاں ہیں۔ 7 اکتوبر 2023 کو اسرائیل کے خلاف جو 'آپریشن الاقصیٰ' انجام دیا گیا تھا اور جس کے نتیجہ میں آج تک اہل فلسطین باخصوص لاپایان غارت ورح صیونی بربریت کے نشانہ پر ہیں اس آپریشن میں 'حماس' کی مسلح ونگ 'القسام' اور 'حرکۃ الجہاد الاسلامی' نے بنیادی طور پر حصہ لیا تھا۔ حماس کی مسلح جماعت کا یہ اقدام درست تھا یا نادرست اس پر آج تک بحث جاری ہے۔ خود فلسطین کے اندر موجود فتح' یا پی ایل او' جیسی جماعتوں کا ماننا ہے کہ حماس کا یہ آپریشن درست نہیں تھا کیونکہ اس کے نتائج کو پیش نظر نہیں رکھا گیا اور یہی وجہ ہے کہ اب تک 37 ہزار سے زائد فلسطینی شہید ہو چکے ہیں اور 80 ہزار سے زیادہ لوگ زخمی ہیں جن کے علاج کے لئے نہ اسپتال مہیا ہیں اور نہ دوائیں۔ یہاں تک کہ ہر شہری امداد پر اسرائیل نے روک لگا رکھی ہے جس کے نتیجے میں اہل فلسطین بھوک و پیاس اور بچے کھچے تغذیہ کی وجہ سے بھی فوت ہو رہے ہیں۔ ویسے بھی شہداء اور زخمیوں میں زیادہ بڑی تعداد بچوں اور خواتین کی ہی ہے۔ 'آپریشن الاقصیٰ' کے نتیجہ میں چونکہ فلسطینیوں کو اتنی بھاری قیمت چکانی پڑ رہی ہے اس لئے 'فتح' اور اس کی ہمنوا تنظیمیں 'حماس' اور 'الجہاد الاسلامی' کے ذریعہ آج اکتوبر کو اسرائیل کے خلاف کئے گئے 'آپریشن الاقصیٰ' کو غیر مناسب اور غیر ضروری قرار دیتے ہیں۔ شاید مسلم دنیا میں بھی مسلمان عوام وخواص میں ایسا ایک طبقہ موجود ہوگا جو اس 'آپریشن' کو غیر ضروری قرار دیتے ہوئے اس کی حمایت نہ کرتے ہوں، لیکن کیا ایسا سوچنا حقیقت حال کے مطابق ہے؟ کیا 'حماس' اور 'القسام' کی قیادت کو اس کا اندازہ نہیں تھا کہ اسرائیل کا ردعمل بہت بھیانک ہوگا اور اس کی بڑی قیمت چکانی پڑ سکتی ہے؟ انہیں یقیناً اس بات کا پورا پورا اندازہ تھا۔ تو اب سوال یہ اٹھتا ہے کہ انہوں نے جان بوجھ کر ایسا قدم کیوں اٹھایا جس کے بھیانک انجام تک سے وہ واقف تھے؟ اس کا جواب معلوم کرنے کے لئے ایک عام قاری کے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ اس 'آپریشن' سے قبل اہل فلسطین کس قسم کی زندگی گزار رہے تھے یا مسئلہ فلسطین کی حقیقت سے واقف رکھنے والی اس کو گہرائی سے سمجھیں۔ اسرائیل کا رویہ اتنے برسوں میں اہل فلسطین کے ساتھ کیسا تھا؟ خود فلسطین کی وہ جماعتیں جو آج 'حماس' اور 'الجہاد الاسلامی' کو لعن طعن کررہی ہیں کیا ان کی پالیسیاں فلسطین کے حق میں مفید ثابت ہوئی ہیں؟ جو خلص مسئلہ فلسطین کے ان تمام پہلوؤں سے واقف ہوگا وہ یہ بھی جانتا ہوگا کہ اسرائیل کا رویہ پوری مدت میں صرف غرور و ہٹ دھرمی کا رہا ہے اور اس کی تمام تر توجہات مسئلہ فلسطین کو جڑ سے ختم کردینے پر مرکوز رہی ہیں۔ 'آپریشن الاقصیٰ' کے ذریعہ فلسطینی مزاحمت کاروں نے جو مقاصد حاصل کئے ہیں ان میں سے یہ دونوں باتیں پائی جاتی ہیں کہ ایک طرف تو انہوں نے صیہونی غرور کو توڑا ہے اور دوسری طرف مسئلہ فلسطین کو از سر نو زندہ کرکے اسے عالمی نقشہ پر پوری قوت کے ساتھ ڈال دیا ہے۔ 'آپریشن الاقصیٰ' نے یہ ثابت کیا ہے کہ اسرائیل جن وسائل پر اپنی سلامتی کے لئے انحصار کرتا تھا اور اس پر وہ نازاں بھی تھا ان وسائل کی اتنی حیثیت نہیں ہے کہ ناجائز صیہونی ریاست کو امن و سلامتی مہیا کرا سکے۔ انہی وسائل دفاع وگلہرانی کی بدولت اسرائیل مسلسل فلسطینی زمینوں پر قابض ہوتا رہا تھا اور ان پر ناجائز یہودی بستیاں بنا کر اہل فلسطین کو ان کی زمینوں سے محروم کرتا رہتا تھا۔ لیکن فلسطینی مزاحمت کاروں نے اس بات کا ثبوت پیش کر دیا کہ صیہونیوں کے لئے ہمیشہ یہ راستہ اتنا آسان نہیں ہوگا اور جب تک مسلح جماعتیں اپنی زمین وتاریخ کی حفاظت کے لئے کمربستہ رہیں گی تب تک اسرائیل کے مقاصد پورے نہیں ہو سکتے۔ اگر گزشتہ 8 دہائیوں کی اسرائیلی حرکتوں کا جائزہ لیا جائے تو سوائے اس کے کوئی دوسرا پہلو سامنے نہیں آتا کہ اسرائیل نہایت مضبوط ہو رہا تھا اور اس کے غرور کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ اسرائیل کے ناجائز قبضہ کے خلاف جہاد ونضال کے لئے کوئی جماعت نہ کھڑی ہو پائے۔ تمام قسم کے آلات وحرب وضرب سے لیس صیہونی ریاست کے دل میں یہ خوف ہر وقت چٹکی لیتا رہتا تھا کہ کہیں کوئی ایسی طاقت جنم نہ لے جائے جو اس کی قوت سے بے خوف ہو کر اس کے وجود کو چیلنج کرنے کے لئے سامنے آ جائے۔ اسرائیل کا یہ خوف ہی اس کی سب سے بڑی کمزوری رہا ہے۔ اسی لئے جب 7 اکتوبر کا 'آپریشن' عمل میں آیا تو اسرائیل کا پورا وجود لرز اٹھا کیونکہ اس 'آپریشن' نے صیہونی سلامتی کی دیوار میں اتنا بڑا سوراخ پیدا کردیا کہ وہاں سے اس کی بے سلامتی کے سارے راستے کھل جاتے ہیں۔ اسرائیل کے اس غرور کی کرچ بہت بڑی قیمت اہل فلسطین نے چکائی ہے اور اب تک چکا رہے ہیں لیکن اسرائیل انہیں اس بات پر مجبور کرنے میں بری طرح ناکام رہا ہے کہ وہ قوت آزادی کی راہ میں نضال و جہاد کا راستہ ترک کردیں۔ اسرائیل کو اپنی قوت کا جو زعم تھا وہ اس کے لئے کافی فریب کن ثابت ہوا ہے کیونکہ ایک طرف تو وہ فلسطینیوں کے دل ودماغ سے ہر قیمت پر حصول آزادی کا شعور نہیں مٹا سکے اور دوسری طرف اپنی قوت کے حتمی حیثیت نہیں ہے کہ ناجائز صیہونی ریاست کو امن و سلامتی مہیا کرا سکے۔ انہی وسائل دفاع وگلہرانی کی بدولت اسرائیل مسلسل فلسطینی زمینوں پر قابض ہوتا رہا تھا اور ان پر ناجائز یہودی بستیاں بنا کر اہل فلسطین کو ان کی زمینوں سے محروم کرتا رہتا تھا۔ لیکن فلسطینی مزاحمت کاروں نے اس بات کا ثبوت پیش کر دیا کہ صیہونیوں کے لئے ہمیشہ یہ راستہ اتنا آسان نہیں ہوگا اور جب تک مسلح جماعتیں اپنی زمین وتاریخ کی حفاظت کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے جب بھی کبھی امن و سلامتی کے راستے سے اس مسئلہ کو حل کرنا چاہا انہیں بس مایوسی وناکامی کا ہی سامنا کرنا پڑا۔ 'آپریشن الاقصیٰ' کا سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ پی ایل او امن و سلامتی کے راستہ سے اس مسئلہ فلسطین کا حل نکالنا چاہا تھا لیکن اسرائیل نے فلسطینیوں کے اس قدم کو بھی اپنی سب سے بڑی طاقت میں تبدیل کرلیا اور ارض فلسطین پر اپنے ناجائز قبضہ کو مزید طویل کرنے کے لئے استعمال کیا۔ 1993 کے اوسلو معاہدہ اور اس کے مابعد کی تاریخ کو اسی تناظر میں دیکھنا چاہئے۔ فلسطینیوں نے اوسلو سے یہ تلخ تجربہ حاصل کیا کہ اسرائیل کو امن و سلامتی میں کوئی دلچسپی نہیں ہے بلکہ جب بھی کبھی اہل فلسطین کی جانب سے ایسی کوئی جنبدہ کوشش کی گئی اس کے مابعد ہی اسرائیل نے فلسطینی جماعتوں اور قیادتوں کے درمیان انتشار کو بڑھاوا دیا ہے، اپنی آبادکاری کی اسکیم کو وسیع تر بنانے اور فلسطین پر اپنے قبضہ کے دائرہ کو وسعت دینے پر توجہ مرکوز کردی۔ اس کے علاوہ جن جماعتوں نے اسرائیل کے ساتھ مصالحت اور امن و سلامتی کا ہاتھ بڑھایا ان کو اس قدر بے قیمت اور بے جان بنا دیا کہ آخکار وہ خود اسرائیل آبادکاری کے لئے آلہ اور ذریعہ بن گئیں۔ گویا یہ کہا جا سکتا ہے کہ فلسطین کی آزادی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ فلسطینی جماعتوں اور تنظیموں کا آپسی انتشار ہے بلکہ خود اسرائیل کی اپنی مذموم حرکت رہی ہے۔ مغربی طاقتیں اسرائیل کی اس حرکت پر پردہ ڈالتی رہی ہیں اور اسرائیل کے غرور کو بڑھاوا دیتی رہتی ہیں اور بلا وجہ ہی مزاحمت کاروں کو 7 اکتوبر کے لئے ذمہ دار قرار دینے کی ضد پر اڑی ہوئی نظر آتی ہیں۔ مغرب کے اس رویہ کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ وہ خود ہی اسرائیل کے غرور کو تحفظ فراہم کرتا رہا ہے۔ مغرب کو معلوم ہے کہ اگر وہ اسرائیل کو اس کے غرور کی چھت سے نیچے اتارنے کی کوشش کرے گا تو خود اس کا جرم پوری دنیا کے سامنے آشکارہ ہوجائے گا اور اسی لئے وہ اسرائیل کے بجائے مزاحمتی تحریکوں کو مورد الزام ٹھہراتا ہے تاکہ دنیا کی توجہ اس کے داغ دار کردار پر نہ پڑے۔ 'آپریشن الاقصیٰ' کا مابعد کے واقعات سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ اسرائیل غرور ہی کی وجہ سے جنگ کی مدت طویل ہو رہی ہے اور امن و سلامتی کا راستہ مسدود نظر آتا ہے، لیکن اس کے ساتھ ہی فلسطینیوں کا ایک بڑا طبقہ اس بات کا قائل بھی ہوا ہے کہ اگر وہ اپنے قضیہ کو زندہ رکھنا چاہتے ہیں تو 'آپریشن الاقصیٰ' کا ہونا ہی ایک ایسی ضرورت ہے۔ 'آپریشن الاقصیٰ' کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ اس کی وجہ سے یہ بات مسلم ہوگئی کہ جب تک فلسطینیوں کو ان کی اپنی آزاد ریاست نہیں مل جاتی جب تک اسرائیل کے لئے بھی ایک فطری ریاست کے طور پر اس طرح باقی رہنا ممکن نہیں ہوگا کہ اس کو امن و سلامتی کا منہ دیکھنا نصیب ہو اور وہ اس خطہ میں ضم ہو کر رہ جائے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اسرائیل اپنے غرور سے باز آئے، قضیۂ فلسطین کو ختم کرنے کے بجائے فلسطینیوں کو ان کے جائز حقوق سے لطف اندوز ہونے کی راہ ہموار کرے اور ایک ذمہ داری ریاست کے طور پر عالمی قوانین کی پاسداری کرے اور ان پر عمل کرنے کا پابند کرے کہ وہ عدل پر مبنی عالمی نظام کے قیام میں اپنا کردار ادا کرنے میں سنجیدہ ہے۔ اگر ایسا نہیں کیا گیا تو یہ جنگ آخری جنگ نہیں ہوگی۔ اسرائیل کے ہر فرد کے لئے ایک ہی تحریک مقاومت پیدا ہوگی جو اپنے حق کی بازیابی تک خاموش نہیں بیٹھے گی۔

مغرب کو معلوم ہے کہ اگر وہ اسرائیل کو اس کے غرور کی چھت سے نیچے اتارنے کی کوشش کرے گا تو خود اس کا جرم پوری دنیا کے سامنے آشکارہ ہوجائے گا اور اسی لئے وہ اسرائیل کے بجائے مزاحمتی تحریکوں کو مورد الزام ٹھہراتا ہے تاکہ دنیا کی توجہ اس کے داغ دار کردار پر نہ پڑے۔

مضمون نگار سینئر فار انڈیا ویسٹ ایشیا ڈائیلاگ کے وزیٹنگ فیلو ہیں

2024 کے لوک سبھا انتخابات اور مسلمان

شاہد زبیری

لمحۂ فکریہ

18ویں لوک سبھا کے 2024 کے انتخابات کے نتائج نے سب سے زیادہ جس پارٹی کی امیدوں پر پانی پھیرا ہے وہ بی جے پی ہے۔ 10 سال سے بالادست غیر سے ملک پر حکمرانی کرنے والی بی جے پی اس سے لے کر نیچے سے اوپر تک پھسل جاری ہے۔ شکست کے اسباب کے الگ الگ جائزوں میں الگ الگ وجوہات سامنے آرہی ہے ایک بات ان سب جائزوں میں قدر مشترک کے طور پر ابھر کر آرہی ہے وہ یہ کہ مسلم ووٹ یکمشت طور پر بی جے پی مخالف پارٹیوں کے کھاتہ میں چلا گیا۔ سی ڈی اس کے سروے میں بھی یہ بات سامنے آئی کہ پورے ملک میں 65 فیصد سے زائد مسلمانوں نے بی جے کے خلاف ووٹ دیا ہے جبکہ یوپی کی تصویر اور چونکا دینے والی ہے یوپی کے مسلمانوں کا 92 فیصد ووٹ بی جے پی کے خلاف گیا ہے اور انڈیا الائنس خاص طور پر سماجوادی پارٹی کے حق میں گیا ہے۔ بی جے پی کو سیٹوں کے لحاظ سے سب سے زیادہ نقصان بھی یوپی میں ہوا ہے۔ یوپی کی نگاہی میں بی جے پی کی اراکین کی تبدیلی ہوئی ہے۔ سنگھ بی جے پی کے نمک خواروں میں سنگھ بی جے پی کی مسلم فرنٹل آرگنائزیشن میں مسلم راشٹریہ منچ ہو یا مسلم الپ سنکھیک مورچہ یا بکر مورچہ اور جماعت علماء وغیرہ وغیرہ یا وقف بورڈ اور بہ سر بہ سر بورڈ اور ان کے چیئرمین بیچارے کوئی بھی پھلی پھولی پونچھیں پائے اور مسلم ووٹوں کو بی جے پی کھاتہ میں ڈلوانا تو دور رہا ادھر ادھر ان کو تقسیم کرانے میں بھی کامیاب نہیں ہو پائے اس کا افسوس تو بی ایس پی سپریمو مایاوتی کو بھی ہے کہ بی ایس پی نے اتنے پاکستان کی حمایت کرنے جیسا تھا ان صوبوں میں بنگال، یوپی، بہار، بامبے (مہاراشٹر) وغیرہ صوبوں کے 80 سے 100 فیصد مسلمانوں نے مسلم لیگ کے ساتھ دیا تھا۔ اگر بلبیر چ کی بات مانیں کہ مسلم لیگ کی حمایت اس وقت کرنا یا پاکستان کی حمایت کرنا تھا تو کوئی پوچھے جن سنگھ کے بانی شیاما پرساد مکھرجی بنگال کی ہندو مہاسبھا اور مسلم لیگ کی سرکار میں وزیر کیوں تھے کیا ہندو مہاسبھا اور شیاما پرشاد مکھرجی بھی پاکستان کے حامی تھے یہی نہیں صوبہ سندھ میں بھی ہندو مہاسبھا اور مسلم لیگ کی سرکاریں تھیں۔ بلبیر چ اور بی جے پی اور سخت گیر ہندو تنظیموں کے ہر بڑے چھوٹے لیڈر کی زبان پر مسلمانوں سے یہ شکوہ ہے کہ مودی سرکار کی فلاحی اسکیموں کا فیض اٹھانے کے باوجود مسلمانوں نے بی جے پی کو ووٹ نہیں دیا۔ اپنے ادرتی مسلمانوں کو نکٹ دئے بیچارے اپنی ضانت تک نہیں بچا پائے اور مسلم ووٹ نہیں لے پائے اور بی جے پی کے پاس بی ایس پی پان ناکام ہوگیا۔ سنگھ اور بی جے پی کے ہر چھوٹے بڑے لیڈر کو بھی دکھ ہے کہ 400 پار کے نعرہ کو چھونا تو دور بی جے پی کو سرکار بنانے کیلئے جتنی سیٹیں درکار تھیں وہ بھی ہاتھ نہیں لگی اور 240 پر سوئی اٹک گئی جبکہ کانگریس کی سیٹیں دوگنی ہوگئیں اور ساجوادی پارٹی نے تو یوپی میں بی جے پی کو ایسا دھوبی پاٹ مارا کہ بی جے پی کو دن میں تارے نظر آگئے۔ یوپی میں گزشتہ انتخابات کے مقابلہ بی جے پی کی سیٹیں گھٹ کر آدھی رہ گئیں۔ یوپی کے تناظر میں جن سنگھ پریوار کے چیف موہن بھاگوت نے وزیر اعظم مودی کو اپنے چند نصائح سے نوازا تھا اور مریادا کا پالن کرنے کا احساس دلایا۔ بی جے پی اور سنگھ پریوار کے تھنک ٹینک مانے جانے والے سنگھ کے ترجمان انگریزی میگزین آرگنائزر کے سابق ایڈیٹر بلبیر چ کے نزدیک تو مسلمانوں کے بی جے پی کے خلاف 'ووٹ جہاد' کی وجہ سے بی جے پی ایسا بل بوتے اکثریت پانے سے چوک گئی۔ ہندی روزنامہ جاگرن کے 20 جون کے شمارہ میں اپنے ادارتی مضمون میں وہ لکھتے ہیں کہ انتخابات کے دوران کانگریس کے سینئر لیڈر سلمان خورشید کی بھتیجی نے ایک عوامی اجتماع سے بی جے پی کو ہرانے کیلئے ووٹ جہاد کی اپیل مسلمانوں سے کی تھی۔ ان کے بقول اس صوبوں میں بی جے پی نے 'ووٹ جہاد' کی وجہ سے شکست کھائی ہے یہ وہ صوبے ہیں جہاں آزادی سے پہلے پاکستان کیلئے سب سے زیادہ تحریکیں اٹھی تھیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اس وقت مسلم لیگ کی حمایت کا مطلب ہی مسلمانوں کو الگ ملک کا مطالبہ ہے اور بعض مراکز امتحانات پر ہونے والی اعلیٰ سطحی خیانت کاری اور 4 جون 2024 کو آنے والے اس کے نتائج کی نمبراتی گڑبڑی نے پورے ملک کو نئی نوعیت کے مظاہروں اور دھرنوں سے دوچار کردیا ہے، ڈی وی چیئلوں کو ایک نئی نوعیت کے زلزلوں میں تبدیل کردیا ہے، چہروں اور اچکوں کو اہل اور خود اوردا اور صاحبیت مندوں کو نااہل قرار دے کر ملک کی ہزاروں سیٹوں کو نااصافی کے الاؤ کے حوالے کردیا ہے۔ اس آگ پر تیل چھڑکنے کا کام قومی جانچ ایجنسی کے ہی زیر اہتمام منعقد ہونے والے یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کے قومی اہلیتی امتحان کے انعقاد کی بڑھتی ہوئی بدیانتی کے واقعے نے کیا۔ چنانچہ 18 جون 2024 کو یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کے نیٹ کا امتحان بھی بعد میں صرف اس لیے رد کردیا گیا کہ اس کے سوالات پہلے سے ہی لیک ہو چکے تھے اور لاکھوں محنتی طلبا کے ساتھ ناانصافی کا شائبہ تھا۔ مضمون میں بلبیر چ بتاتے ہیں کہ مسلمانوں کی آبادی 15 فیصد سے زائد ہے اور کوشل بھارت یوجنا کے فیض یافتگان میں ان کی حصہ داری تک محض 23 فیصد ہے جن دھن یوجنا میں 52 کروڑ سے زائد کے کھاتوں میں 42 فیصد کھاتے دار مسلمان ہیں اسی طرح وہ دیگر سرکاری اسکیموں کا ذکر کرتے ہوئے اپنی آبادی کے تناسب سے زیادہ مسلمانوں کی حصہ داری کا احسان جتا تے ہوئے کہتے ہیں مسلم آبادی قریب 20 فیصد اور حصہ داری 24 سے 30 فیصد ان کوشکوہ ہے کہ اس کے باوجود 90 فیصد سے زائد مسلمانوں نے بی جے پی کو ہرانے کیلئے ووٹ دیا ہے۔ بلبیر چ یا ان جیسے دوسرے بی جے لیڈر وں نے یہ تو تسلیم کیا کہ ان کے ارمانوں پر پانی اگر پھرا ہے تو اس کی وجہ مسلم ووٹ رہے جو بی جے پی کے خلاف ہے، حالانکہ بی جے پی مخالف پارٹیوں کے کھاتہ میں چلے گئے، حالانکہ بی جے پی خاص طور مودی، امت شاہ اور یوگی کل تک 20-80 کا فارمولہ جیب میں لئے پھرتے تھے اور صاف کہتے تھے کہ ان کو مسلمانوں کے ووٹ کی ضرورت ہی نہیں۔ غیر بی جے پی پارٹیاں بھی بی جے پی کے گڑھے گئے بیانیہ کے دباؤ میں آ کر مسلمانوں کا نام لیتے ہوئے ڈرتی ہیں اور مسلمانوں کا نام لیتے ہوئے ان کے لیڈروں کی زبانوں پر بھی آبلے پڑ جاتے ہیں لیکن 2024 کے لوک سبھا انتخابات میں ان کی ریڑھ کی ہڈی مسلم ووٹوں کی وجہ سے مضبوط ہوئی ہے جبکہ پوری انتخابی مہم میں مسلمانوں کے کوئی اک بیان پارٹیوں نے ذکر کرنا بھی گوارا نہیں کیا۔ یہی رویہ نکٹوں کی تقسیم میں دکھائی دیا۔ ساجوادی پارٹی جو کل تک ایم وائی کے فارمولہ پر انتخاب لڑتی رہی اس مرتبہ اس کے PDA فارمولہ کے تحت نکٹ بھی پسماندہ ہندو برادریوں کے کھاتے میں گئے مسلمانوں کے حصہ میں کم آئے جبکہ کامیابی میں بڑا کردار مسلم ووٹوں کا رہا جیسا کہ سی ڈی اس کے جائزے کے سامنے آیا ہے۔ بی جے پی حلقوں کی طرف مسلم ووٹوں کے بی جے پی مخالف ہونے کا تو صاف طور شکوہ بھی کیا جارہے اور نارا ضگی بھی بتائی جارہی ہے کہ مودی سرکار کے اتنے احسانات کے باوجود مسلمانوں نے بی جے پی کے خلاف ووٹ دیا جس کی وجہ سے بی جے پی کمنڈلیہ بام کو چھوتے چھوتے رہ گئی۔ بقول بلبیر چ کہ آزادی سے پہلے گاندھی جنہ اور یوگی مسلمانوں کا ول جیت نہیں پائے تو مودی، شاہ اور یوگی کیسے کامیاب ہو سکتے ہیں۔ وزیر اعظم مودی نے مسلمانوں کے بارے جس طرح کی گندی اور گھٹیا زبان استعمال کی ان کی جو تصویر پیش کی پھر بھی بی جے پی کو یہ امید کیوں کی کہ مسلمان بی جے پی کو ووٹ دیں گے۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ مسلم نوجوان جیلوں میں ڈالے جائیں، یکساں سول کوڈ سی اے اے اور این آر سی تلوار بھی ان کے سروں پر لٹکائی جائے، ان کے گھروں مدرسوں اور مساجد پر بلڈوزر چلائے جائیں، گھروں کے فریج کھنگالے جائیں پھر بھی بی جے پی کو مسلمانوں کے ووٹوں کی آس۔ اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا۔ شکر ہے کہ مسلم ووٹوں کی اہمیت کا اعتراف تو بی جے پی نے کیا۔ بی جے پی مخالف پارٹیوں نے تو اس کا اعتراف تک نہیں کیا نہ ایسا کوئی اک بیان سامنے آیا۔ غیر بی جے پی پارٹیاں یہ کچھ بیٹھی ہیں کہ مسلم ووٹ ہمارے سوا آخر کس کے کھاتہ میں جائے گا گویا کہ بی جے پی کو ہرانے اور سیکولرزم کی ڈولی کا کہار بننے کی ذمہ داری صرف مسلمانوں کے سر رہ گئی ہے۔ گزشتہ اسمبلی انتخابات میں بھی مسلمانوں نے یکمشت ساجوادی پارٹی کو ووٹ دیا تھا اور لغیر کسی ایجنڈہ اور لغیر کسی شرط کے۔ اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ ملک کے موجودہ سیاسی تناظر میں مسلم سیاسی جماعت کی ضرورت ہے یہ بے وقت کی راگنی ہے۔ ہاں جو مہابت بچی ہے اس کا تقاضہ ہے کہ تعلیمی اور معاشی میدانوں میں مسلمان آگے بڑھیں، مذہبی اور عصری تعلیم میں توازن کا خیال رکھتے ہوئے تعلیمی ادارے قائم کئے جائیں کوشلک گروپ بنائے جائیں، مسلم نوجوانوں کو مسابقہ جاتی امتحانات خاص طور جوڈیشیری، پولیس اور سول سروسز کی تیاری پر توجہ اور ترغیب دلائی جائے اس کے مواقع مہیا کرائے جائیں اور اسی کے ساتھ ساتھ سیاسی محاذ بھی خالی نہ چھوڑا جائے اور سوجھ بوجھ کے ساتھ اسی طرح سیاسی حیثیت منوائی جائے جیسا 2024 میں منوائی ہے۔

غیر بی جے پی پارٹیاں بھی بی جے پی کے گڑھے گئے بیانیہ کے دباؤ میں آ کر مسلمانوں کا نام لیتے ہوئے ڈرتی ہیں اور مسلمانوں کا نام لیتے ہوئے ان کے لیڈروں کی زبانوں پر بھی آبلے پڑ جاتے ہیں لیکن 2024 کے لوک سبھا انتخابات میں مسلمانوں کے مسائل کا ان پارٹیوں نے ذکر کرنا بھی گوارا نہیں کیا۔

zuberi019@gmail.com

نیٹ یوجی امتحان کا تنازعہ

نیٹ یوجی امتحان میں مبینہ دھاندلی، پیپر لیک اور ایک ہی سینٹر کے نصف درجن طلبا سمیت 67 امیدواروں کا 720 میں سے 720 نمبر آنے کا معاملہ انتہائی مضحکہ خیز ہوگا اور طول پکڑے گا، کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ سرکار کے بعد دیگرے اقدامات کرتی جارہی ہے اور بنگلے ومظاہرے میں کوئی کمی نہیں آرہی ہے۔ کسی بھی کیسے آئے، جب یہ معاملہ امتحان میں بیٹھنے والے نہ صرف 24 لاکھ طلبا کے مستقبل سے جڑا ہوا ہے، بلکہ اس میں ان کے کنبے کو شامل کرلیا جائے تو متاثرین کی تعداد ایک کروڑ تک پہنچ جائے گی۔ ان کے علاوہ ملک بھر میں نیٹ کی تیاری کرانے والے کوچنگ سینٹروں کا مستقبل بھی داؤ پر لگا ہوا ہے، کیونکہ نتائج کچھ اس طرح آئے ہیں کہ بڑے بڑے کوچنگ سینٹروں کے بچے ٹاپر کی فہرست میں نہیں ہیں۔ اس سے ان کی امیج اور ریکارڈ خراب ہو رہا ہے۔ امسال داخلہ کیلئے آنے والے طلبا کو اپنی کارکردگی دکھانے کیلئے ان کے پاس کچھ نہیں ہے۔ ایک امتحان کا شرکت کیلئے امتحانات پر پڑ گیا۔ اگر چہ نیٹ یوجی امتحان منسوخ نہیں ہوا، لیکن یوجی سی نیٹ کا امتحان ہونے کے بعد منسوخ ہوگیا، جبکہ این سی ای ٹی، سی ایس آئی آر یوجی سی نیٹ اور نیٹ پی جی کے امتحانات اگلے حکم تک ملتوی کردیئے گئے۔ ان تینوں امتحانات کی تاریخوں کا اعلان بعد میں کیا جائے گا۔ ان چاروں امتحانات کیلئے جتنے طلبا نے فارم بھرے تھے، وہ بھی غیر یقینی کیفیت کے شکار ہیں۔ مرکزی حکومت الگ پریشان ہے۔ ہردن نیٹ یوجی امتحان میں مبینہ گڑبڑی کو لے نیا نیا فیصلہ کررہی ہے۔ سرکار نے نیشنل ٹیسٹنگ ایجنسی (این ٹی اے) کے ڈائریکٹر جنرل سبودھ کمار کو ہٹا کر ان کی جگہ رینا ٹرڈ آئی اے ایس افسر پردیپ سنگھ کھروالا کو ذمہ داری سونپ دی۔ پہلے این ٹی اے کی کوئی غلطی نہ ماننے والے مرکزی وزیر تعلیم دھرمیندر پردھان نے بھی تسلیم کیا کہ ایجنسی میں اصلاح کی ضرورت ہے اور اصلاح کیلئے اسرو کے سابق چیئرمین ڈاکٹر کے رادھا کرشن کی سربراہی میں 7 رکنی اعلیٰ سطحی کمیٹی تشکیل دے دی، چھرنیٹ یوجی امتحان میں سب سے بڑے الزام مبینہ پیپر لیک کی انکوائری سی بی آئی کو سونپ دی، جس کی مانگ سپریم کورٹ میں داخل عرضیوں میں بھی کی گئی۔ مظاہرہ کرنے والے طلبا اور اپوزیشن پارٹیوں کے لیڈران بھی کررہے تھے۔ سی بی آئی نے پہلی ایف آئی آر بھی درج کرلی۔ اب صرف نیٹ یوجی امتحان کو منسوخ کرنے کا سب سے بڑا مطالبہ رہ گیا ہے، جس پر نہ حکومت تیار ہے اور نہ سپریم کورٹ میں اس معاملہ میں کوئی پیش رفت ہوئی ہے۔ نیٹ یوجی امتحان تنازع میں سرکار اپنے طور پر الگ قدم اٹھارہی ہے اور سپریم کورٹ ملک کے متعدد ہائی کورٹوں میں الگ اس کا معاملہ چل رہا ہے۔ این ٹی اے نے سپریم کورٹ میں ایک عرضی داخل کرکے ہائی کورٹوں میں داخل تمام عرضیوں کو یکجا کرنے کی مانگ کی ہے۔ وقت کے ساتھ خود سپریم کورٹ میں اب تک 5 عرضیاں داخل کی جاچکی ہیں، جن میں سے ایک معاملہ کو ابھی تک نمٹایا گیا ہے، جو امتحان میں گریس مارکس پانے والے 1563 امیدواروں سے متعلق ہے۔ این ٹی اے نے اپنی غلطی مان لی، ان کے گریس مارکس ختم کردیئے گئے اور دوبارہ امتحان لیا گیا، ان کے نتائج 30 جون کو آئیں گے، تاہم سپریم کورٹ نے کونسلنگ پر روک لگانے سے انکار کردیا، جو 6 جولائی سے شروع ہوجائے گی، البتہ کورٹ نے یہ بات کہی ہے کہ اگر امتحان کو منسوخ کیا جاتا ہے، تو کونسلنگ اور اس کی بنیاد پر ہونے والے داخلے بھی منسوخ ہوجائیں گے۔ بہرحال 8 جولائی کو پھر سے معاملہ کی سماعت ہوگی۔ فی الحال سرکار نے اپنے تیور دکھا دیئے کہ وہ نیٹ یوجی امتحان کو منسوخ کرنے کے حق میں نہیں ہے، لیکن طلبا اور کوچنگ سینٹر اس سے کم پر تیار نہیں ہیں۔ پارلیمنٹ کا اجلاس شروع ہونے پر یہ معاملہ اور بھی گرم ہوسکتا ہے، کیونکہ اپوزیشن پارٹیاں زوردار طریقے سے اسے پارلیمنٹ میں اٹھائے گی اور حکومت کو گھیرنے کی کوشش کرے گی۔

نیٹ یوجی کا پھر سے معاملہ کی سماعت ہوگی۔ فی الحال سرکار نے اپنے تیور دکھا دیئے کہ وہ نیٹ یوجی امتحان کو منسوخ کرنے کے حق میں نہیں ہے، لیکن طلبا اور کوچنگ سینٹر اس سے کم پر تیار نہیں ہیں۔ پارلیمنٹ کا اجلاس شروع ہونے پر یہ معاملہ اور بھی گرم ہوسکتا ہے، کیونکہ اپوزیشن پارٹیاں زوردار طریقے سے اسے پارلیمنٹ میں اٹھائے گی اور حکومت کو گھیرنے کی کوشش کرے گی۔

نیٹ یوجی کا معاملہ ا